رپورٹ
قاری محمد حکیم
مولوی حبیب اللہ

جہاد افغانستان
اور
دار العلوم حقانیہ

جب سے جہاد افغانستان شروع ہوا ہے، تب سے دار العلوم حقانیہ کے فضلاء اور طلبہ ہراول دستے کے طور پر عملاً جہاد افغانستان میں شریک رہے ہیں دار العلوم کے قواعد میں بھی مجاہد طلبہ سے خصوصی رعایت برتی جاتی ہے یہاں کے اکابر مشائخ اور اساتذہ بھی خصوصی شفقت اور رہنمائی کرتے ہیں۔ حالیہ عید الاضحیٰ کے تعطیلات میں اور اس سے قبل سالانہ تعطیلات میں دار العلوم کے طلباء کی بعض جماعتوں نے جہاد میں شرکت کی غیرت وحمیت کی سرزمین افغانستان کے معرکۂ کارزار سے واپس آنے والے بعض طلبہ سے احقر نے ان کی مادری زبان پشتو اور فارسی میں رپورٹیں حاصل کیں ذیل میں اردو زبان میں مرتب کر کے پیش خدمت ہیں۔

محمد طاہر فاروقی

سنہ ۱۴۰۷ھ کی عید الاضحیٰ کی تعطیلات قریب آرہی تھیں، ہم نے کوشش کی اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے مشورہ کیا کہ طلباء تعطیلات میں گھروں کو جانے کی بجائے سنگر (محاذ جنگ کا نام ہے) کے جہاد میں شریک ہو جائیں۔ دار العلوم کے اساتذہ اور طلبہ کی باہمی مشاورت کے بعد ہماری جماعت نے جہاد میں شریک ہونے کا باقاعدہ فیصلہ کر لیا، چنانچہ روانگی سے قبل ہم لوگ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبد الحق مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ عصر کا وقت تھا۔ دار العلوم کے دوسرے اساتذہ کے علاوہ مولانا عبد القیوم حقانی صاحب بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے ہمیں دیکھا تو فوراً حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ہماری جماعت

کا تعارف کرایا اور جہاد پر روانگی کے عزم سے انہیں آگاہ فرمایا۔ حضرت شیخ نے حقانی صاحب کی باتیں بڑی توجہ سے سنی اور ہماری زبردست ہمت افزائی کی ڈھیروں دعاؤں سے نوازا چنانچہ آپ کی توجہ اور پُرخلوص دعاؤں اور بڑی کشادہ دلی سے چھٹی و اجازت مرحمت فرمانے کے بعد ہم لوگ سفرِ جہاد پر روانہ ہوگئے۔ ہماری جماعت کے رفقاء کی تعداد ۱۳ تھی، ہر ایک ساتھی سودائے عشق سر میں سمائے بڑی خوشی اور مسرت سے آگے بڑھ رہا تھا۔ میدانِ کارزار میں پہنچنے کے لئے ہر ایک بے تاب تھا کہ رزمک کے مقام استاد محترم فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب سے بھی ملاقات ہوگئی اور ان کی دعائیں حاصل کیں۔ رزمک سے آگے مکین نامی جگہ پر مسعود وزیر دو قبیلوں کے آپس میں جھگڑے اور فساد کی وجہ سے راستہ بند تھا، چنانچہ مسلح افراد نے ہماری گاڑی کو روک دیا اور جب ہم نے انہیں سمجھایا کہ ہم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے طلباء ہیں اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کے تلامذہ ہیں اور ان کے حکم پر تعطیلات میں جہاد کے لئے جا رہے ہیں تو انہوں نے بڑا اکرام کیا، دیدہ و دل نچھاور کئے اور راستہ کھول دیا، تو خیریت کے ساتھ ہم وانا پہنچ گئے، جب وانا سے بھی رخصت ہوکر پاکستان کی آخری بونڈری انگور اڈہ پہنچے وہاں ہمارے مرکز مجاہدین کے رفقاء نے پہلے ہم کو "کوہ از براقی" جو کہ مجاہدین طلبہ کا ایک اہم جہادی مرکز ہے، لائے، وہاں ہمارے اکرام میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس کے مقررین اکثر دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء تھے اور عجیب حسنِ اتفاق ہے کہ جہادِ افغانستان کے دیگر اہم مراکز کی طرح ہمارے اس مرکز کے تمام کمانڈر امیر، خازن وغیرہ ارکانِ عملہ سب دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہیں، ہمیں حقانی برادری میں پہنچ کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اپنے گھر پہنچ گئے ہیں۔

اس اہم مرکز کے سرپرست مولانا عبدالوارث فاضلِ دارالعلوم حقانیہ ہیں۔ اسی طرح اس کے امیر مولانا نصیب خان ہیں اور مولانا نور محمد صاحب، مولانا صالح الدین بھی اس مرکز کے اہم ارکان ہیں اور احقر محمد حکیم متعلم دارالعلوم حقانیہ شریک دورۂ حدیث اس مرکز کا ناظم ارتباط کشف ہے۔

بہرحال ہماری جماعت مرکز میں پہنچی اور گذشتہ دو مہینے کی کامیابیوں کی روئیداد سن کر بڑے خوش ہوئے لیکن یہ خوشی دیر تک قائم نہ رہ سکی کہ اس موقع پر ہمارے مرکز کے ایک نوجوان مجاہد طالب علم جناب محمد عارف شہید کی شہادت کی اطلاع ملی۔ شہید محمد عارف، نورالرحمن فاضل دارالعلوم حقانیہ کے چچازاد بھائی ہیں۔ شہید محمد عارف نے صبح سویرے غسل کر کے نئے کپڑے پہن لئے، ساتھیوں نے بتایا کہ ان کے چہرے پر انوار کی روشنی تھی اور اسی روز سودائے عشق اور شوقِ شہادت کی تمنا میں بولنا وغیرہ کم کر دیا تھا، جب وہاں کے ایک مجاہد عبداللہ نے ان کو بہت چھیڑا اور تنگ کر کے

دریافت کیا۔ آج آپ کیوں خاموش ہیں اور باتیں نہیں کرتے ؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آج میں بہت دلچسپ اور روح افزاء مناظر دیکھ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگئے۔ نماز ظہر کا وقت قریب ہوا تو محمد عارف نے وضو بنایا اور دشمن کے ہوائی جہازوں کے گرانے والے مجاہدین کے مورچہ میں پوزیشن سنبھال لی کہ اچانک دشمن کے توپ خانے سے گولہ باری شروع ہوئی۔ محمد عارف اس وقت بارگاہ صمدیت میں سجدہ ریز تھے کہ دشمن کی گولی نے انہیں حقیقتاً قرب خداوندی اور وصال کی دائمی لذتوں سے آشنا کر دیا۔ محمد عارف بڑا خوش نصیب تھا کہ نماز پڑھتے جام شہادت نوش کر لیا۔

مجاہدین نے محمد عارف کو چار روز تک اس کی تازگی اور خندہ جبینی کی وجہ سے زیارت وملاقات کرتے رہے اور بوجہ جہاد کے تدفین کی فرصت نہ مل سکی۔ پانچویں روز موقع ملا تو مجاہدین نے اپنے شہید ساتھی کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ لوگ عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر گائے بکری کی قربانی کر رہے تھے، محمد عارف نے اپنی قربانی پیش کر دی جس پر قبولیت کے آثار ہویدا تھے۔

عشق کی معراج پنہاں ہے شہادت میں
چھری لاؤ ہمیں بھی اپنی قسمت آزمانے دو

اس کے بعد ہمارے اور روسی نجیب دشمن کے فوجوں کے درمیان جنگ شدت کو پہنچ گئی، روزانہ سو سے زائد میزائل اور ھاوان توپ اور راکٹ لانچروں سے مجاہدین حملے کرتے، چونکہ عیدالاضحیٰ کے دن قریب آگئے تو مجاہدین نے بھی عید کے دن اپنے دفاع اور روسی دشمن پر بڑے حملے کی تیاریاں کیں، چنانچہ اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے جب مجاہدین مورچے تقسیم کرکے ایک دوسرے کو رخصت کرتے تو ایک عجیب سا منظر ہوتا، مسرت اور خوشیاں ہوتیں، مجھے زندگی میں ایسی خوشی کبھی نصیب ہوئی، ہر مجاہد اپنے خیال و تصور عزائم اور شہادت یا فتح مندی کے خوابوں اور حسین تصورات میں مچلا ہوا نظر آتا تھا۔

افغان حکومت نے سرکاری سطح پر عیدالاضحیٰ کا اعلان کر دیا تھا تو مجاہدین نے اس موقع کو غنیمت جانا اور بھرپور حملہ شروع کر دیا، جس کے جواب میں حکومت نے بارہ ۱۲ ٹینک اور پانچ زری پوش اور ہزار ہا فوج اور ہوائی جہاز استعمال کئے۔ بمباری نے ایسی تباہی مچائی کہ درندے بھی سر چھپائے پھرتے تھے۔ مجاہدین نے بڑی ثابت قدمی، اولوالعزمی اور استقلال کا ثبوت دیا، دشمن کو پسپا ہونا پڑا۔ بی بی سی ریڈیو کے مطابق روسی نجیب لشکر میں تین ٹینک اور ایک زرہ پوش اور پچاسی ۸۵ فوجی ہلاک ہوگئے۔ مجاہدین کو بھی کافی نقصان پہنچا۔

اس معرکہ میں جناب مولوی زر کلام خان، فاضل دارالعلوم حقانیہ کے بھتیجے طالب علم

عصام الدین اکیس سال کی عمر میں شہید ہوگئے، عصام الدین شہید کو جب اپنے گھر لایا گیا تو انہوں نے میدان کارزار میں جب زخمی ہوئے تھے، ایک پرچہ لکھ لیا تھا جو ان کی جیب میں موجود تھا جس میں یہ الفاظ لکھے تھے۔ میرا نام عصام الدین معصومی ہے، ارمان شہادت لئے ہوئے ہوں اور مجھ کو محمد عارف شہید کے قریب دفن کرنا اور مجاہدین خبردار ..... فقط یہ الفاظ ابھی لکھے تھے کہ شہید ہوگئے۔

جناب شہید عصام الدین ایک خوبصورت نوجوان تھے جس کی شادی شہادت سے تقریباً ایک ماہ قبل ہوئی تھی، لیکن عصام الدین شہید عیدالاضحیٰ کی چھٹیوں میں گھر جاتے وقت ارگون میں جنگ شروع ہونے کی اطلاع پاکر گھر جانے کی بجائے مرکز جہاد ارگون تشریف لے گئے اور وہاں سے دار آخرت کا سفر اختیار کرکے شہیدوں کی ایسی بستی میں پہنچ گئے جہاں دوبارہ کسی پر موت نہیں آئے گی۔ اسی طرح ہمارے طلبہ و ساتھیوں میں شاہ علم خان قریشی بھی جام شہادت پی کر دائمی زندگی کی سند حاصل کرگئے۔

اس میدان جنگ میں مولوی گل شریف خان فاضل دارالعلوم حقانیہ کے حقیقی بھائی تیس سال کی عمر میں شہادت کی عظمت سے سرفراز ہوئے۔ مولوی سید اعظم دارالعلوم حقانیہ کے فاضل زلف خان کے بھائی بیں اٹھائیس ۲۸ سال کی عمر میں شہید ہوگئے اور مجاہدین ایک نڈر فوجی کمانڈر سے محروم ہوگئے۔ میرے چچازاد بھائی اوطے خان، جو شجاعت اور دلیری میں ضرب المثل تھے، نے جام شہادت نوش کیا۔ جناب حاجی گلدر خان جو مولوی محمد اسمٰعیل شریک دورۂ حدیث دارالعلوم حقانیہ کے ماموں ہیں شہیدوں کی صف میں باقاعدہ داخل ہوگئے۔ نامور شہید گلدر خان نے جہاد افغانستان کے ابتداء میں ابوظہبی کا ویزہ کینسل کرکے ہمیشہ کے لئے جہاد راہ حق میں زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کیا تھا، بالآخر عیدالاضحیٰ کے روز اپنی دیرینہ تمنا کی تکمیل کے مرحلۂ سعادت اور مقام شہادت سے سرفراز ہوئے۔

دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر روحانی فرزند اور کامیاب مدرس اور کمانڈر مولانا عبدالوارث شدید زخمی ہوئے جو دارالعلوم کے نامور فضلاء میں سے ہیں، جنہوں نے دارالعلوم حقانیہ سے فارغ ہونے کے بعد مختلف دینی مدارس میں قاضی، حمداللہ، صدرا، جلالین اور مشکوٰۃ شریف کی تدریس بھی کرتے رہے۔

افغانستان کی تاریخ میں یہ جنگ شدید قرار پائی، مجاہدین ٹینکوں سے ٹکرا گئے، دست بدست گھمسان کا رن پڑا، مجاہدین نے بندوقوں کو لاٹھیوں کے طور پر استعمال کیا۔ بہرحال عیدالاضحیٰ کے ایام تھے مگر شہداء نے حضرت اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی قربانی کی یاد میں حقیقی طور پر اپنے جانوں کو قربان کردیا۔

اس موقعہ پر مجاہدین نے روسی بخیبی حکومت کے کئی ایک طیارے بھی مار گرائے اور تین ٹینکوں کو تباہ کردیا اور ان کے پچاسی ۸۵ فوجیوں کو قتل کرڈالا، ایک فوجی چوکی جو ارگون سے قریب ہے، مجاہدین کے میزائل

کانشانہ بنے، اور جنگ سے قبل آٹھ فوجی، مجاہدین کے سامنے تسلیم ہوئے۔

۲۸ اگست ۱۹۸۷ء کو واپسی ہوئی حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ سے جہاد افغانستان کی رپورٹ بیان کی حضرت مدظلہ نے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا، شہیدوں کے لئے طلباء اور اساتذہ کے ایصال ثواب اور رفع درجات کی دعا کی تاکید فرمائی، اپنی محبت بھری گفتگو اور شفقت سے ہمارے حوصلے بڑھائے۔

صوبہ ننگرہار سے ہمارے ایک مجاہد طالب علم حبیب اللہ عرف امام شاہ جو دارالعلوم حقانیہ میں زیر تعلیم ہیں، دارالعلوم کی سالانہ چھٹیوں میں افغانستان کے سنگر جہاد میں شرکت کی اور اب انہوں نے مندرجہ ذیل رپورٹ بیان کی۔

مجاہدین نے اتفاق اور ثابت قدمی کے ساتھ جلال آباد کے ایئر پورٹ پر یکم اپریل ۱۹۸۷ء کو B.M.12 "76" میزائل سے دشمنوں پر بہادرانہ حملہ کیا، یہ جنگ تقریباً تین گھنٹوں تک جاری رہی، اس جنگ میں ہم نے ان کے دو جیٹ، چار طیارے اور چار عدد ٹینک، چند توپیں تباہ اور پینتیس روسی فوجیوں کو ہلاک کردیا، اسی روز ہمارے مجاہدین نے روسی فوجیوں کے رہائشگاہ پر بھی حملہ کردیا جن میں تقریباً تین ہزار کے لگ بھگ افواج سکونت پذیر ہے، مجاہدین نے ان پر بھی قتل و غارت شروع کرکے تین روسی کمانڈر اور پندرہ ۱۵ نوجوان فوجیوں کو ہلاک کردیا اور ان کے دیگر سینکڑوں افراد شدید زخمی ہوگئے، اور مجاہدین نے ان سے بہت سا اسلحہ، مال غنیمت میں حاصل کیا اور بحمداللہ اس موقعہ پر ہمارے کسی فرد کو معمولی نقصان بھی نہیں پہنچا۔

چار اپریل کو پھر ہمارے مجاہدین نے روسیوں کے ایک دوسرے قلعے پر حملہ کردیا جو جلال آباد کے ایک تحصیل چپرہار میں واقع تھا اور مجاہدین کے شدید حملے سے وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور بحمداللہ ہمیں بہت کچھ مال غنیمت حاصل ہوا یہ عظیم لڑائی صبح سات بجے سے لیکر رات کے ۱۲ بجے تک جاری رہی، دشمن کے دو ٹینک اور ایک راکٹ لانچر کو جلا دیا گیا، گیارہ روسی افسر اور پندرہ عام فوجی قتل کردیئے گئے اور ہم لوگ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۱ مئی کو دارالعلوم حقانیہ خیر و عافیت سے پہنچ گئے، اپنے اساتذہ و مشائخ کو حالات سنائے اور فتح مندیوں سے ہمارے حوصلے اور بلند ہوئے۔